بسم اللہ الرحمن الرحیم

وأحسن كما أحسن الله اليك (الآیه)

أحسن المناسک و تکملہ

یعنی

قربانی و عید قربانی کے مختصر مسائل و فضائل

تصنیف

شیخ الحدیث حضرت مولانا

مفتی محمد زر ولی خان صاحب مدظلہ العالی

بانی و رئیس الجامعة العربیة احسن العلوم و خطیب جامع مسجد احسن

شائع کردہ

شعبۂ نشر و اشاعت

جامعہ عربیہ احسن العلوم گلشن اقبال بلاک ۲ کراچی

فون نمبرز :۔ ۴۹۶۸۳۵۶-۴۶۸۲۱۰

جامعہ عربیہ احسن العلوم کے شعبہ نشر و اشاعت (پرنٹ میڈیا) سے شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد زرولی خان صاحب دامت برکاتہم کی حسب ذیل تصانیف دستیاب ہیں۔

نیز شعبہ نشر و اشاعت کی دیگر تصانیف

- ☆ تفسیر حسن البصری
- ☆ بدعتیوں کے درود کی شرعی حیثیت
- ☆ پیغام مسرت
- ☆ احسن العطر فی تحقیق الرکعتین بعد الوتر
- ☆ احسن المقال فی رد صیام ستة شوال
- ☆ احسن المسائل والفضائل (رمضان شریف کے احکامات)

علاوہ ازیں دیگر کتب حسب ذیل ہیں:

- ☆ علماء حق پر علمائے سو کا بہتان عظیم
- ☆ دعوت فکر و نظر
- ☆ احسن التحقیقات
- ☆ فرقہ جماعت المسلمین تحقیق کے آئینے میں
- ☆ صرف سفید عمامہ سنت ہے
- ☆ غلمان انگریز
- ☆ النہر الفائق ۴۰۰ سال سے نایاب ہونے کے بعد منصۂ شہود پر آرہی ہے (زیر طبع)
- ☆ رضاخانی مذہب
- ☆ مبتدعین کے بارے میں دوٹوک فتوی

جامعہ عربیہ احسن العلوم کے شعبہ نشر واشاعت (الیکٹرونکس میڈیا) سے شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد زرولی خان صاحب مدظلہ العالی کی حسب ذیل تقاریر دستیاب ہیں:

☆ دورہ تفسیر کے مکمل کیسٹس

☆ جمعۃ المبارک کی تقاریر کے کیسٹس

☆ جمعۃ المبارک کے بعد فقہی مجلس میں سوالات وجوابات کی نشست کی کیسٹس

۲۰۰ گھنٹے کے دورہ تفسیر کے بیانات صرف دو CD میں دستیاب ہیں۔

☆ کمپیوٹر CD- M.P.-3

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قربانی

جب سے اللہ تعالیٰ نے انسانیت کی تخلیق فرمائی ہے قربانی بھی انسانوں پر ضروری قرار دی ہے چنانچہ سورۃ مائدہ میں حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں ہابیل اور قابیل کی قربانی کا ذکر ہے۔ اس زمانہ کے دستور کے مطابق دونوں بھائیوں نے ایک اختلاف ختم کرنے کے لئے اپنی اپنی قربانی خدا کے سامنے پیش کی۔ چنانچہ تفاسیر میں ہے کہ ہابیل نے ایک مینڈھے کی قربانی کی اور قابیل نے اپنے کھیت کی پیداوار سے کچھ غلہ وغیرہ پیش کیا چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿واتل عليهم نبأ ابنى آدم بالحق﴾

یعنی حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں کا واقعہ ان کو صحیح طرح بتا دیجئے۔

﴿اذ قربا قربانا فتقبل من احدهما ولم يتقبل من الآخر﴾

ان دونوں نے قربانیاں کیں ان میں سے ایک (ہابیل) کی قربانی قبول ہوئی اور دوسرے (قابیل) کی قربانی قبول نہ ہوئی۔

علاوہ ازیں قرآن کریم میں دوسرے مقامات پر مخالفین کا یہ سوال موجود ہے کہ گذشتہ انبیاء علیہم السلام کی طرح اس نبی کی قربانی کو بھی آسمانی آگ آکر

جلا دے۔

﴿حتی یاتینا بقربان تأکله النار﴾

یعنی اس پیغمبر پر ہم جب ایمان لائیں گے کہ اس کی قربانی کو آسمانی آگ کھالے۔

تفسیر کی کتابوں میں اس آیت کی تفسیر میں آیا ہے کہ گذشتہ انبیاء علیہم السلام کے زمانے میں قربانی کے گوشت کا استعمال کسی کے لئے روا نہ تھا یہاں تک کہ آسمانی آگ اس کو جلا دیتی یہ قبول ہونے کی علامت ہوتی تھی۔ بلکہ شیخ ابوحیان اندلسیؒ نے البحر المحیط میں نقل کیا ہے:

قال مجاهد کانت النار تأکل المردود وترفع المقبول الی السماء (تفسیر البحر المحیط ج ٣ صفحه: ٤٦١)

مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ جو قربانی قبول نہ ہوتی اس کو آگ جلا دیتی اور جو قبول ہوجاتی اس کو آسمانی آگ آسمان پر لے جاتی۔

موجودہ قربانی کی تاریخ اور شکل تاریخ عالم کی ایک حیرت انگیز مجاہدانہ قربانی سے شروع ہوتی ہے۔ اور وہ ابو الانبیاء حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی اس قربانی سے ہے جو انہوں اپنے اکلوتے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو خدا تعالیٰ کے حکم کے مطابق خدا کی رضا حاصل کرنے کے لئے قربانی کے لئے پیش کیا اس کا تفصیلی واقعہ قرآن کریم کی سورہ صٰفٰت میں موجود ہے اور

اس کی مزید وضاحت حدیث وسیر کی کتابوں میں ملے گی۔

خلاصہ یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بڑی دعاؤں اور تمناؤں کے نتیجے میں اللہ منعم ومحسن نے ایک لڑکا حضرت اسماعیل عطا فرمایا، ابھی یہ لڑکا چھوٹا ہی تھا کہ حضرت خلیل اللہ کو خدا کا ایک امتحانی حکم ملا کہ اپنے بیٹے حضرت اسماعیل کو مع ان کی والدہ حضرت ہاجرہ کے مکہ معظمہ جو اس زمانے میں لق ودق چٹیل ریگستانی خطہ تھا میں چھوڑ دے۔ حضرت نے اپنے رب کا یہ حکم پورا فرمایا، حدیث کی کتابوں میں ہے کہ جس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت ہاجرہ اور حضرت اسماعیل کو چھوڑا اور آپ روانہ ہوئے تو حضرت ہاجرہ نے پیچھے سے آوازیں دیں: الی من ترکتمونی؟ یعنی کن کے حوالے کر کے جا رہے ہو؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خدا کی طرف سے ان کی طرف مڑ کر دیکھنے کی اجازت نہ تھی اس لئے حضرت علیہ السلام ان کو دیکھے بغیر چلے جا رہے تھے جب نظروں سے اوجھل ہونے لگے تو حضرت ہاجرہ نے پوچھا کہ اللہ اذن لک بھذا؟ خدا نے تم کو اس کا حکم دیا تھا؟ حضرت نے فرمایا: نعم، ہاں مجھے میرے رب نے ایسا ہی فرمایا تھا، اس پر حضرت ہاجرہ نے ایک متوکلانہ اور مومنانہ جملہ ارشاد فرمایا کہ: اذا لا یضیعنا، یعنی اس وقت وہ خدا ہم کو ضائع نہیں فرمائے گا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام جب کچھ آگے بڑھے بیوی اور بچہ نظروں سے غائب ہوئے حدیث میں آتا ہے حضرت زمین پر بیٹھ گئے اور پدری شفقت

سیلاب کی طرح موجزن ہوئی اور اللہ تعالیٰ کے سامنے رو رو کر فرمایا:

﴿ربنا انی اسکنت من ذریتی بواد غیر ذی زرع عند بیتک المحرم ربنا لیقیموا الصلوٰۃ﴾

اے پروردگار میں نے اپنی اولاد میدان (مکہ) میں جہاں کھیتی نہیں تیرے عزت (وادب) والے گھر کے پاس لا بسائی ہے اے پروردگار تاکہ یہ نماز پڑھیں۔

اس کے بعد ایک زمانہ وہ بھی آیا کہ حضرت کو اسی بیٹے کو قربان کرنے کے لئے کہا گیا اور حضرت کو یہ حکم بذریعہ وحی خواب میں ملا تھا چنانچہ فرماتے ہیں:

﴿انی اری فی المنام انی اذبحک فانظر ماذا تری﴾

یعنی اے میرے بیٹے میں نے خواب میں دیکھا کہ آپ کو ذبح کر رہا ہوں آپ کی کیا رائے ہے؟

حضرت اسماعیل نے انتہائی مطیعانہ جواب دیا اور فرمایا:

﴿یا ابت افعل ما تؤمر ستجدنی ان شاء اللہ من الصابرین﴾

اے ابا جان! آپ وہی کیجئے جو آپ کو خدا کا حکم ہوا ہے۔ آپ مجھے ان شاء اللہ صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔

اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل کو قربانی کے

لئے پیش کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل کی قربانی کو قبول فرما لیا اور فرمایا:

﴿یا ابراھیم قد صدقت الرؤیا﴾

اے ابراہیم آپ نے اپنا خواب سچا کر کے دکھایا۔

﴿وفدینہ بذبح عظیم﴾

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت اسماعیل کا بدلہ ایک عظیم قربانی بنا دیا۔

ایک تو یہ خود عظیم قربانی تھی جس کو اللہ تعالیٰ نے سنت ابراہیمی کے نام سے تا قیامت ابدنشان رکھا ہے۔ دوسری طرف حضرت اسماعیل کے بدلے میں جنتی مینڈھا بھیج دیا گیا جس کو دیکھ کر باپ بیٹے کی خوشی کی کوئی حد نہ رہی۔

قربانی کی موجودہ عبادت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عظیم یادگار ہے

قربانی کی موجودہ عبادت جو اسلامی روایات کا ایک درخشاں باب ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قربانی کی یادگار ہے۔

حدیث شریف میں آتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ھذہ سنۃ ابیکم ابراھیم

یہ تمہارے روحانی باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔

صحابہؓ نے پوچھا ہمیں کیا ملے گا؟ فرمایا: ہر ہر بال کے بدلے میں

مغفرت ملے گی۔

نیم جاں بستاند وصد جاں دہد

آں چہ در ہمت نا آید آں دہد

جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس تاریخی سنت کو اپنے قول اور عمل سے ایک سلسلۂ تشکر وعبادت بنا دیا

چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں دس سال قیام فرمایا اور ہر سال قربانی فرماتے تھے، حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ایک سفر میں ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے ہم نے سات آدمیوں کی طرف سے ایک گائے کی قربانی کی (ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

بعض مرتبہ کسی سفر میں قربانی کے دن آجاتے تو وہاں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم قربانی ترک نہیں فرماتے۔ ایک حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قربانی کے دنوں میں اللہ کے نزدیک انسان کا کوئی عمل قربانی سے زیادہ محبوب نہیں۔ (بحوالہ ترمذی، ابن ماجہ)

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین فرماتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں ہم قربانیوں کو فربہ کرنے کا اہتمام کیا کرتے تھے اور سب مسلمانوں کی یہی عادت تھی۔ ملاحظہ ہو صحیح البخاری کتاب الاضحیہ۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ تھی کہ آپ عید کی نماز کے بعد عیدگاہ میں قربانی فرماتے تھے تاکہ سب مسلمانوں کو اس حکم شرعی کی اطلاع بھی ہو جائے اور آداب قربانی بھی سیکھ لیں اور یہ بھی سب کو معلوم ہو جائے کہ عید سے پہلے قربانی جائز نہیں۔ راقم آثم زرولی عرض کرتا ہے: شیخ جلال الدین سیوطیؒ وغیرہ بزرگوں نے صراحت فرمائی ہے کہ عیدگاہ جاکر عید کی نماز پڑھنا عیدگاہ کے آس پاس قربانی کرنا اور جنازوں کی نماز مسجد کے باہر پڑھنا شعائر اسلام میں سے ہیں۔ اس لئے فقہی مسئلہ ہے کہ عید کی نماز سے پہلے شہر والے قربانی نہ کریں۔ ایک حدیث میں خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اول امر نبدأہ الصلوٰۃ ثم نذبح

یعنی پہلا کام آج کے دن ہمارا نماز ہے پھر قربانی کریں گے۔

ہاں دیہات والوں کے لئے عید کیلئے شہر میں جانے کے لئے قربانی عید سے قبل جائز کی گئی ہے، حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یذبح وینحر بالمصلی.

حضور صلی اللہ علیہ وسلم عیدگاہ میں ہی قربانی کیا کرتے تھے۔

قربانی کی عبادت کی اہمیت وفضیلت کا اندازہ اس سے لگالیا جائے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری حج کے موقع پر سو اونٹوں کی قربانی فرمائی جن میں سے ۶۳ اونٹوں کا نحر آپ نے اپنے دست اقدس سے فرمایا، باقی

کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے حوالے فرما دیا۔ ملاحظہ ہو صحیح مسلم۔

محدثین نے لکھا ہے کہ چونکہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری حج اور منی کا مبارک میدان تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فضیلت کو خوب حاصل کرنے کے لئے اتنی بڑی قربانی فرمائی ورنہ اس سے قبل ہر سال دو مینڈھے قربانی کرنے کی عادت شریفہ تھی۔ (شروح بخاری)

مسائل عید وقربانی

(۱) نماز عید........ ہر عاقل بالغ مسلمان مرد پر بشرط صحت واقامت واجب ہے اور یہ دو رکعت ہے (عالمگیری ج:۱، ص:۱۳۹۔ شامی ج:۱، ص:۵۵۵)

(۲) عید کے مستحبات........ صبح سویرے اٹھنا، غسل کرنا، مسواک کرنا، اپنے اچھے کپڑے پہننا نئے ہوں تو بہتر ہے ورنہ دھلے ہوئے (محیط سرخسی) خوشبو لگانا، عید الاضحیٰ کے دن نماز کے لئے آتے جاتے وقت بآواز بلند تکبیر کہنا، ایک راستے سے جانا اور دوسرے سے آنا اور عیدگاہ کو جلدی جانا، نماز عید سے پہلے کچھ نہ کھانا واپسی پر اپنی قربانی کے گوشت میں سے کھالینا

عید کے دن خوشی ظاہر کرنا، یعنی انبساط سے پیش آنا اور اپنے اہل وعیال پر کشادگی سے خرچ کرنا۔ محتاجوں اور ضرورتمندوں کا خیال رکھنا۔ واضح رہے کہ عید کی نماز عیدگاہ میں پڑھنا سنت ہے اور مسلمانوں کا ہمیشہ سے شعار رہا ہے اگر عیدگاہ قریب ہو تو پیدل چلنا افضل ہے۔ (فتاوی ظہیریہ)

(۳) طریقہ نماز عید........ دو رکعت واجب نماز عید کی نیت کی جائے اور امام کے ساتھ تکبیر اولیٰ کہی جائے پھر سبحانک اللھم پڑھا جائے، اس کے بعد امام تین تکبیریں کہے گا اور ہر تکبیر کے بعد بمقدار تین تسبیحات کے ہاتھ کھلے چھوڑ کر کھڑا رہے گا، اس دوران کچھ نہیں پڑھا جائے گا، تیسری تکبیر کے ساتھ ہاتھ باندھے اور چپ چاپ کھڑا ہو جائے، باقی یہ رکعت اور نمازوں کی طرح پوری کی جائے گی۔ دوسری رکعت جب امام پوری کرے تو رکوع میں جانے سے پہلے امام تین تکبیریں کہے گا اور تینوں کے ساتھ ہاتھ کھلے چھوڑنے پڑیں گے۔ بعد میں رکوع کو جانے کے لئے امام چوتھی تکبیر کہے گا۔ باقی نماز اور نمازوں کی طرح پوری کی جائے۔ نماز کے بعد دونوں خطبے سننا سنت ہے۔

(۴) تکبیرات تشریق........ ۹ ذی الحجہ کی نماز فجر سے تکبیرات تشریق شروع ہو جاتی ہیں ہر مسلمان عاقل بالغ پر فرض ہے کہ ہر فرض نماز کے بعد خواہ وہ جماعت سے پڑھی گئی ہو یا علیحدہ پڑھی گئی ہو، ایک مرتبہ بلند

آواز سے پڑھنا ضروری ہے۔ خاتون کے لئے یہ حکم ہے کہ وہ آہستہ پڑھے۔

اگر امام بھول گیا تو مقتدیوں کو پڑھنا چاہیئے، یاد آتے ہی اس کا پڑھنا ضروری ہوجاتا ہے۔ اگر پہلے کی قضاء نماز ایام تشریق کے دنوں میں پڑھ لی گئی تو اس فرض نماز کے بعد بھی تکبیر پڑھی جائے گی۔ اور اگر ایام تشریق کی کوئی نماز بعد میں پڑھی گئی تو تکبیریں نہیں کہی جائیں گی۔ (عالمگیری ج:۱، صفحہ۱۵۲)

ایام تشریق ۵ ہیں یعنی ۹ ذی الحجہ کی نماز فجر سے ۱۳ ذی الحجہ کی عصر تک (مجموعہ ۲۳ نمازیں) کہ ہر فرض نماز کے بعد ایک مرتبہ با آواز بلند پڑھنا ضروری ہے۔

مسبوق نمازی بھی اپنی نماز پوری کرنے کے بعد تکبیر پڑھے گا۔ نماز عید کے بعد تکبیرات تشریق پڑھنا ناجائز نہیں ہے۔ (نور الایضاح، المجتبی، بحر الرائق) تکبیرات تشریق یہ ہیں:

اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد

قربانی کے مسائل

ہر مسلمان، عاقل، بالغ صاحب نصاب اور مقیم پر واجب ہے۔

(عالمگیری ج:۱، صفحہ:۱۳۹، بدائع الصنائع ج:۵، صفحہ:۶۳، مبسوط سرخسی ج:۱۲، صفحہ:۸، ہدایہ رابع صفحہ ۴۲۷، فتح القدیر ج:۸، صفحہ ۴۳۵)

واضح رہے کہ نابالغ پر بھی بشرط غنی ہونے کے قربانی واجب ہے۔ (قاضی خان، عالمگیری ج:۵، صفحہ۲۹۳)

نابالغ کی طرف سے اس کا باپ یا ولی قربانی کرے یہ ان کے لئے مستحب ہے اور اسی پر فتوی ہے۔ (عالمگیری ج:۵، صفحہ۲۹۳)

قربانی نعمت زندگی کا شکرانہ ہے اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلاۃ والسلام کے میراث کو زندہ کرنا ہے۔ (عالمگیری ج:۵، صفحہ۲۹۲ بحوالہ بدائع)

مسافر پر قربانی نہیں ہے۔ قربانی کے دن متعین ہیں یعنی ذی الحجہ کی ۱۰/۱۱ اور ۱۲ تاریخ تک۔

۱۰ ذی الحجہ کو صبح صادق کے بعد قربانی کرنا جائز ہے مگر نماز عید سے پہلے شہریوں کے لئے ناجائز ہے۔ (ہدایہ رابع کتاب الاضحیہ صفحہ:۴۲۹)

مستحب وقت پہلا دن نماز عید اور خطبہ سننے کے بعد ہے قربانی رات کو بھی ہوسکتی ہے مگر مکروہ ہے۔

(عالمگیری ج:۵، صفحہ۲۹۶۔ ہدایہ رابع کتاب الاضحیہ)

قربانی خود کرنا افضل ہے بشرطیکہ وہ جانتا ہو ورنہ کسی دوسرے سے کرائے، لیکن قربانی کے وقت اس کا موجود ہونا بہتر ہے۔

☆☆☆

مندرجہ ذیل حیوانات کی قربانی جائز ہے

اونٹ، (کم از کم پانچ سال کی عمر تک) گائے اور بھینس (کم از کم دو سال تک) دنبہ اور بکرا (سال بھر کا) واضح رہے کہ کوئی دنبہ اگر چھ مہینے کا ہو مگر دیکھنے میں سال بھر کا لگتا ہو تو اس کی قربانی بھی جائز ہے۔ اگر کسی حیوان کے دانت وغیرہ پورے نہیں نکلے ہیں مگر شکل وصورت سے وہ پورا لگتا ہے، اور اس کا مالک اس کی مطلوبہ عمر بتاتا ہے تو ایسے حیوان کی قربانی جائز ہے، گائے بھینس اور اونٹ کے اندر سات آدمی تک شریک ہو سکتے ہیں۔ سات سے کم ہوں تو بھی جائز ہے مگر سات سے زیادہ جائز نہیں ہے۔ (ہدایہ جلد رابع صفحہ ۴۲۸۔ مطبوعہ رشیدیہ دہلی)

جس جانور کے سینگ بالکل نہ نکلے ہوں اس کی قربانی بھی جائز ہے، خصی اور مجنون حیوان کی قربانی بھی جائز ہے، چونکہ خصی کا گوشت اچھا ہوتا ہے اس لئے اس کی قربانی بہتر ہے، مردے کی طرف سے بھی قربانی کی جاسکتی ہے اس کی دو صورتیں ہیں اگر مردے کی وصیت ہے تو اس قربانی کا سارا کا سارا گوشت فقراء ہی کو دیا جائے، غنی کو اس سے کھانا جائز نہیں۔

اگر مردے کی وصیت نہیں ہے بلکہ اس کے لئے بطور ثواب کے کی جاتی

ہے تو قربانی کا حکم دیگر قربانیوں کی طرح ہے یعنی خود بھی کھا سکتا ہے اور غنی اور غیر غنی سب کو کھلا سکتا ہے۔ (ہدایہ جلد رابع صفحہ ۴۳۳)

مندرجہ ذیل حیوانات کی قربانی جائز نہیں ہے

اندھے، بھینگے اور ایسے لنگڑے کی جو اپنی قربان گاہ تک نہ جا سکتا ہو اسی طرح ایسے دم کٹے اور کان کٹے جن کے کان یا دم کا نصف حصہ یا اکثر کٹ چکا ہو قربانی جائز نہیں ہے۔ اگر کان یا دم کا اکثر حصہ باقی ہے تو قربانی جائز ہے۔

(شامی ج ۵، صفحہ ۲۰۲، ہدایہ رابع صفحہ ۴۳۱، وفتح القدیر ج: ۸ صفحہ: ۴۳۴)

قربانی کے اندر اگر شرکاء قربانی میں سے کسی کی نیت قربانی کی نہیں ہے تو اس کے ساتھ تمام شرکاء کی قربانی خراب ہو جائے گی۔ (خلاصۃ الفتاوی جلد رابع کتاب الاضحیہ صفحہ ۳۲۲، ہدایہ رابع صفحہ ۴۳۳)

☆☆☆

قربانی کے گوشت کو تقسیم کرنے کا مستحب طریقہ

قربانی کے گوشت کو تین حصوں میں بانٹنا مستحب ہے۔ ایک حصہ اپنے لئے دوسرا حصہ رشتہ داروں اور احباب کے لئے، تیسرا حصہ فقراء اور مساکین کے لئے۔ قربانی کا گوشت خود کھانا اور ذخیرہ کرنا مستحب ہے قربانی کا گوشت کسی غنی کو فقیر کو مسلمان کو غیر مسلمان کو دے دینا سب جائز ہے۔ (عالمگیری صفحہ ۳۰۰)

اگر سارا گوشت کسی کو دے دیا گیا یا سارا خود رکھ لیا تو بھی جائز ہے۔ ہاں سارا گوشت صدقہ کرنا افضل ہے۔ واضح رہے کہ اگر وہ شخص خود صاحب عیال ہے اور ضرورت مند ہے تو بہتر یہ ہے کہ سارا خود رکھ لے۔

(بدائع الصنائع کتاب الاضحیہ، عالمگیری ج:۵، صفحہ ۳۰۰)

قربانی کے دنوں میں جو شخص بوجہ نادار ہونے کے قربانی نہیں کرسکتا ہو اس کو مرغی یا مرغا ذبح کرنا مکروہ ہے اس لئے کہ یہ مجوسیوں کی رسومات میں سے ہے۔ (عالمگیری ج:۵، صفحہ ۳۰۰)

☆☆☆

قربانی کے آداب

مستحب یہ ہے کہ قربانی کا جانور فربہ، خوبصورت اور موٹا ہو۔ دنبے کی قربانی افضل ہے بہتر یہ ہے کہ سینگوں والا، خوبصورت اور موٹا تازہ ہو، ذبح کرنے کا چھرا لوہے کا اور تیز دھار ہونا چاہیے، مستحب یہ بھی ہے کہ ذبح کرنے کے بعد کچھ دیر انتظار بھی کیا جائے یہاں تک کہ وہ حیوان ٹھنڈا ہو جائے اور اس کی جان بالکل نکل جائے، ذبح کرکے کھال کا فوراً کھینچنا مکروہ ہے یہودی یا عیسائی کے ہاتھوں کا ذبح کیا ہوا جائز تو ہے لیکن مکروہ ہے۔

قربانی کے جانور کو چند دن پہلے پالا جائے اور اس کے گلے میں پٹہ یا اس کے اوپر شال ڈالنا بہتر ہے۔ اور اسے قربان گاہ کی طرف بہت اچھے طریقے سے اور نرمی کے ساتھ لے جایا جائے ذبح ہونے کے بعد اس کی شال یا پٹہ صدقہ کردیا جائے۔

قربانی کے جانور سے قربانی ہونے سے پہلے فائدہ لینا مثلاً دودھ نکالنا، روئی کتوانا یا سوار ہونا یا کوئی اور کام لینا مکروہ ہے، اگر تھنوں میں دودھ موجود ہے تو اس کو ٹھنڈے پانی سے چھینٹے دیئے جائیں تاکہ وہ سوکھ جائے۔ لیکن اگر دودھ نہ نکالنے سے حیوان کو نقصان پہنچتا ہے تو دودھ نکالا جائے اور صدقہ کردیا جائے۔

قربانی کے جانور کی کھال کو صدقہ کر دیا جائے۔ واضح رہے کہ کھال اگر بیچ دی گئی تو اس کی قیمت لازماً مستحق فقراء کو دے دی جائے۔

مسئلہ:۔ .... اگر کھال بیچ دی گئی تو وہ رقم فقراء کو پہنچانا ضروری ہے، قربانی کا گوشت یا کھال بطور عوض کے قصاب وغیرہ کو دینا جائز نہیں ہے۔
(ہدایہ رابع کتاب الاضحیہ صفحہ:۴۳۴)

مسئلہ:۔ .... کسی سیاسی جماعت یا رفاعی ادارے میں کھالیں دینا درست نہیں ہے۔ یہ خالصتاً مستحقین اور نادار لوگوں کا حق ہے۔

مسئلہ:۔ .... مسجد میں یا مردے کے تجہیز وتکفین میں کھال خرچ نہیں ہوسکتی اس دور میں کھالوں کا بہترین مصرف مدارس دینیہ عربیہ ہیں جن کے نادار طلبہ کی ہمہ کفالت تقریباً اس تعاون سے ہوتی ہے یوں دین کی نصرت ومعاونت بھی ہو جاتی ہے۔ اور نادار مستحقین کو اپنا حق بھی پہنچ جاتا ہے۔

مسئلہ:۔ .... مدرسے کی تعمیر یا اساتذہ وملازمین کی تنخواہوں میں کھال کی قیمت بھی زکوۃ وفطرے کی طرح خرچ نہیں ہوسکتی بلکہ اس کا مصرف نادار و مستحق طلباء کی ذات ہے، ان کے کھانے پینے ناشتے وظائف وعلاج ومعالجہ اور دیگر ضروریات میں خرچ ہوگی۔

وضاحت: ...... واضح رہے کہ اہل علم اس بات کا پورا اہتمام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی رقوم طلباء ہی پر خرچ ہوں، ہم نے بھی یہ مسئلہ مزید وضاحت کے طور پر عرض کر دیا۔

ذبح کرنے کے آداب

ذبح کرتے وقت زبان سے نیت کرنا غیر ضروری ہے، دل میں نیت کی جائے اور زبان سے بسم اللہ اللہ اکبر کہنا ضروری ہے۔

ذبح کرنے سے پہلے یہ دعا پڑھی جائے:

رَبِّ اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ○ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ لَا شَرِیْکَ لَهٗ.

ذبح کرنے کے بعد یہ دعا پڑھی جائے۔

اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْهُ مِنِّیْ کَمَا تَقَبَّلْتَ عَنْ حَبِیْبِکَ مُحَمَّدٍ وَّخَلِیْلِکَ اِبْرَاهِیْمَ عَلَیْهِمَا السَّلَامُ (بدائع الصنائع ج:۵، صفحہ:۷۹،۸۰)

اگر قربانی کسی کی طرف سے ہو تو مِنِّیْ کی جگہ مِنْ اور پھر اس شخص کا نام لے لیا جائے۔

واحسن كما احسن الله اليك (الآيه)

تکملہ

تصنیف

شیخ الحدیث حضرت مولانا

مفتی **محمد زر ولی خان صاحب** مدظلہ العالی

بانی ورئیس الجامعۃ العربیۃ احسن العلوم وخطیب جامع مسجد احسن

شائع کردہ

شعبۂ نشر واشاعت

جامعہ عربیہ احسن العلوم گلشن اقبال بلاک ۲ کراچی

فون نمبرز:۔ ۴۶۸۲۱۰-۴۹۶۸۳۵۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تکملہ

۱......... نابالغ اولاد کی طرف سے قربانی کرنا افضل تو یقیناً ہے جس کو مستحب کے درجے میں فقہاء نے لکھا ہے حسن ابن زیادؒ کی ایک روایت امام ابو حنیفہؒ نابالغ اولاد اور یتیم پوتے کی طرف سے باپ اور دادے پر قربانی واجب لکھی ہے مگر مفتی بہ قول یہ ہے کہ یہ مستحب ہے اور واجب نہیں ہے عالمگیری میں ہے والفتوی علی ظاہر الروایہ۔ (عالمگیری ج:۵، صفحہ ۲۹۳)

مبسوط سرخسی کی عبارت سے بھی یہی سمجھا گیا ہے کہ واجب ہے۔

(مبسوط ج:۶، صفحہ:۱۴)

مگر تحقیق یہ ہے کہ دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ باپ یا دادا خود مالدار ہو اور اولاد یا پوتے غیر مالدار ایسی صورت میں فقہاء نے استحباب کے درجے میں ان کی طرف سے قربانی کرنا لکھا ہے جیسا کہ غلاموں کی طرف سے آقا کے لئے قربانی کرنا مستحب لکھا ہے:

ویستحب ان یضحی عن ممالیکہ هکذا فی التاتارخانیہ (عالمگیری ج:۵، صفحہ:۲۹۳)

دوسری صورت وجوب کی ہے یہ تب ہوگی کہ نابالغوں کی اپنی مالیت ہو اس میں اگرچہ اختلاف رہا ہے مگر وجوب کا قول بھی کیا گیا ہے چنانچہ عالمگیری میں ہے کہ:

وان كان لصغير مال قال بعض مشائخنا تجب على الاب كذا في فتاوى قاضي خان وهو الاصح هكذا في الهدايه ۔ (عالمگیری ج:۵، صفحہ:۲۹۳) درمختار کی عبارت میں جہاں آیا ہے کہ عن نفسہ لا عن طفلہ یعنی اپنی طرف سے قربانی کرنا واجب ہے نابالغ اولاد کی طرف سے نہیں۔ اس پر علامہ ابن عابدینؒ نے لکھا ہے: ای من مال الاب یعنی باپ کے مال میں سے واجب نہیں۔ آگے انہوں نے استحباب کو تسلیم کرلیا ہے۔

فتاوی شامی ج:۵، صفحہ ۲۰۰ آگے چل کر درمختار کی عبارت میں ويضحى عن ولده الصغير من ماله اى من مال الصغير یعنی اگر نابالغ اولاد کا اپنا مال ہو تو باپ ان کی طرف سے قربانی کرے۔ علامہ شامی نے یہ فرق واضح فرمایا کہ مال ہونے کی صورت میں خود نابالغ کے مال میں سے کرنا ہے۔ اس کی تائید میں علامہ شامی نے علاؤ الدین کاسانی کے بدائع الصنائع کے حوالہ سے یہ بھی لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف کے ہاں قربانی کے وجوب کے لئے عقل و بلوغ شرط نہیں ہے۔ گویا یہ وجوب شیخین کے قول کے مطابق ہے۔ اب معلوم ہوا کہ علامہ ابن عابدین کا اضحیہ کی بحث کے آخر میں یہ

فرمانا ان الصحيح عدم وجوبها في مال الطفل بنا براختلاف بعض مشائخ ہے، مگر علامہ شامی نے یہاں یہ وضاحت کردی کہ ظاہر مذہب کے مطابق نہ تو بچے کے مال میں قربانی واجب ہے اور نہ بچے کی طرف سے باپ پر قربانی واجب ہے، اس کو ظاہر روایت کہا ہے۔

۲.........اس میں اختلاف ہے کہ عیب کتنا ہو جس کی وجہ سے قربانی نا جائز ہو۔ امام ابوحنیفہؒ سے چار روایتیں ہیں چنانچہ ہندیہ میں ہے فعن ابی حنیفہ اربع روایات ہندیہ ج:۵، صفحہ ۲۹۸ مشہور دو قول ہیں۔ فقہ حنفی کے تمام متون میں یہ لکھا ہوا ہے کہ اگر نصف سے کم معیوب ہو اور اکثر حصہ درست ہو تو قربانی جائز ہے بعض کتب فتاوی میں دوسرا قول راجح سمجھا گیا ہے، یعنی ایک تہائی اور اس سے کم کم تو معاف ہے لیکن ایک تہائی سے زیادہ عیب ہونے کی صورت میں قربانی جائز نہ ہوگی عالمگیری اور قاضی خان وغیرہ میں اس کو اختیار کیا گیا ہے آج کل اکثر دار الافتاء اس کے مطابق فتوی صادر کرتے ہیں مگر تحقیق سے پتہ چلتا ہے کہ پہلا قول یعنی نصف سے کم قلیل اور معاف ہے۔ اور نصف یا نصف سے زیادہ ہونے کی صورت میں عیب کثیر یعنی قربانی کے لئے ناجائز ہونے کی وجہ سمجھا جائے۔ شیخ شمس الدین سرخسی فرماتے ہیں کہ نصف کے اندر بھی جواز اور عدم جواز برابر ہے۔ لكن لما استوى المانع والمجوز يترجح المانع احتياطا۔ یعنی بنا بر احتیاط نصف عیب کو ناجائز سمجھا گیا۔ مبسوط سرخسی

ج: صفحہ ۱۶ جز ۱۲ یہی تحقیق علامہ علاؤ الدین کاسانی کی ہے ملاحظہ ہو بدائع الصنائع ج:۵، صفحہ ۷۵۔ فتح القدیر ج:۸، صفحہ ۴۳۴ بنایہ شرح ہدایہ ج:۹ صفحہ ۱۴۴۔۱۴۵ ان تمام کتب میں یہ بھی لکھا ہے کہ امام ابو یوسف اور امام محمد کا تو یہ پہلے سے قول تھا بعد میں حضرت امام ابوحنیفہ نے بھی اسکو اختیار فرمایا، چنانچہ علامہ سرخسی فرماتے ہیں کہ:

هذا رجوع من ابی حنیفه الی قوله مبسوط جلد بالا صفحہ بالا۔

علامہ ابن عابدین کے فتاوی شامی میں اس کو حق اور مفتی بہ کہا ہے چنانچہ لکھتے ہیں:

وهی قولهما والیه رجع امام أن الكثير من كل شيء اكثره وفي النصف تعارض جانبان، أي فقال لعدم الجواز احتياطا بدائع وبه ظهر انما في المتن كالهداية والكنز والملتقى هو الرابعه وعليها الفتوى.

یعنی صاحبین کے قول ہونے کے علاوہ امام ابوحنیفہ کا بھی یہی فرمان ہے اور نصف سے کم کمجی جاتی ہے۔ نصف میں احتیاطا ناجائز کو اختیار کیا گیا ہے لیکن نصف سے زیادہ صحیح ہے اور نصف سے کم میں عیب ہو تو متون اور مذہب صحیح کے مطابق فتوی اسی پر ہے۔ فتاوی شام ج:۵، صفحہ:۲۰۶)

حضرت مولانا ظفر احمد صاحب عثمانیؒ نے سعید ابن مسیبؒ کے ایک اثر پر کلام کرتے ہوئے لکھا ہے کہ احادیث وآثار کے مطابق امام ابوحنیفہ اور صاحبین کا یہ فرمانا کہ جب نصف سے کم ہو تو اسکو معاف سمجھا جائے یہ درست

ہے کیونکہ کسی چیز کا نصف سے کم ہونا عرف میں قلیل سمجھا جاتا ہے۔

وهذا هو قول ابو یوسف و محمد رجع ابو حنیفه الیه.

یعنی اب ہمارے تینوں اماموں کا یہ آخری قول ہے۔ (اعلاء السنن جلد ۱۷۔ صفحہ:۲۴۳)

آخری گذارش

کوشش اس بات کی کی جائے کہ جانور خریدتے وقت ایک تہائی سے زیادہ عیب والا نہ ہوتا کہ اختلاف سے حفاظت رہے مگر کہیں ایسا جانور اگر آگیا ہو جس کے اندر ایک تہائی سے زیادہ اور نصف سے کم عیب پایا گیا تو اس کی قربانی بھی درست ہوگی کیونکہ مضبوط اور فیصل قول یہی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

۳......... شرکاء قربانی کے لئے یہ تو افضل ہے کہ سب کی نیت قربانی ہی کی ہو لیکن اگر قربانی کے علاوہ اور قربت یعنی ثواب کی نیت سے قربانی کر لی گئی مثلاً بعض شرکاء قربانی کی نیت سے شریک ہیں لیکن بعض عقیقہ کی نیت سے شریک ہیں یا بعض شرکاء نے نفلی قربانی کی نیت کی ہے اسی طرح کسی مرحوم کی طرف سے بطور ثواب کے جو نیت کی جاتی ہے یہ سب چونکہ عبادت کی قسمیں

ہیں اسی لئے قربانی جائز ہوگی، ملاحظہ ہو بلکہ اگر ویسے کے لئے گوشت کا ارادہ ہوتو اس سے قربانی خراب نہیں ہوگی۔ (فتاوی ہندیہ ج:۵، صفحہ ۳۰۴۔ فتاوی شامی ج:۵، صفحہ ۲۰۷) ہاں جہاں تک ہوسکے سب شرکاء کی نیت قربانی ہی کی ہوتو یہ زیادہ افضل ہے اور امام صاحب کی ایک روایت کے مطابق کراہت سے بھی حفاظت رہے گی۔

اگر قربانی مرحوم کی وصیت کے مطابق مرحوم کی طرف سے ہو یا قربانی کرنے والا نذر کی نیت کر چکا ہے تو وصیت اور نذر کی قربانی کے گوشت میں سے نہ خود کھا سکتے ہیں اور نہ کوئی غنی کھا سکتا ہے بلکہ سارے کا سارا فقراء کو خیرات کیا جائے گا۔ (شامی ج:۵، صفحہ ۳۰۴)

ایصال ثواب کے لئے مرحومین یا بزرگوں کی طرف سے جو قربانی بعض لوگ کرتے ہیں یہ بہت ہی بڑے ثواب کا کام ہے اور اس قربانی کا گوشت بھی اپنی قربانی کے گوشت کی طرح استعمال ہوگا۔ (شامی ج:۵صفحہ ۲۰۷)

۴.......... اگر کسی نے قربانی کا جانور قربانی کی نیت سے خریدا ہے اور بعد میں اور لوگوں کو اپنے ساتھ اسی جانور میں شریک کرنا چاہتا ہے تو اگر جانور خریدتے وقت اس نے اور لوگوں کو شریک کرنے کی نیت نہیں کی تھی تو اب اگر یہ شخص صاحب نصاب ہے جس پر اپنی قربانی واجب ہوتی ہے تو اس کے لئے ایسا کرنا مکروہ ہے اور اگر یہ شخص صاحب نصاب نہیں ہے فقیر ہے تو دوسروں کو

شریک نہیں کرسکتا، کیونکہ خریدا ہوا جانور اس کی نیت کی وجہ سے لازماً اسکی طرف سے قربان ہوگا۔ (ج:۵، صفحہ ۲۰۲۔۲۰۱ عالمگیری ج:۵صفحہ ۳۰۴)

۵.......... اگر شرکاء قربانی میں سے کوئی مرگیا تو مرحوم کے ورثاء کی اجازت سے یہ لوگ قربانی کرلیں، لیکن اگر ورثاء کی اجازت کے بغیر قربانی کرلی گئی تو یہ جائز نہیں ہوگا، کیونکہ مرنے کے بعد مرحوم کا حق ورثاء کو منتقل ہوا، اب ان کی اجازت کے بغیر قربانی کرنے سے ساری قربانی خراب ہوجائے گی۔ (شامی ج:۵صفحہ ۲۰۷)

ایک ضروری وضاحت

عید کے دن نماز عید کے بعد عید کی خوشیوں میں ایک دوسرے سے مصافحہ یا معانقہ کرنا، عید کی خوشیاں سمجھ کر جائز بلکہ مستحسن ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جب ایک دوسرے سے عید کے دن ملاقات کرتے تو تقبل اللہ منا ومنک کہتے تھے۔ علامہ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

کان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا التقوا یوم العید یقول بعضهم لبعض تقبل اللہ منا ومنک. (فتح الباری ج:۲، صفحہ ۳۷۱)

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام عید کے دن ایک دوسرے کو مبارکباد دیتے کیونکہ ''قبول فرمائے اللہ تعالیٰ آپ کی طرف سے اور میری طرف سے'' یہ عید مبارک ہی کی اصل معلوم ہوتی ہے۔

علامہ شامیؒ نے بھی ''عید مبارک'' کو اس وجہ سے جائز فرمایا ہے۔

(شامی ج:۱، صفحہ ۵۵۷)

زمانہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں نماز عید کے بعض جائز قسم کے کھیل کھیلے جاتے تھے۔ محدثین نے فرمایا ہے کہ کیونکہ عید کے دن خوشیاں منانا عید کے متعلقات میں سے ہیں، اس لئے عید کی خوشیوں کے طور پر اگر ایک دوسرے سے ہاتھ یا گلے ملا جائے تو یہ بھی عید کی خوشیاں ہی سمجھی جائیں گی۔ تفصیلات کے لئے فتح الباری ج:۲، صفحہ ۳۷۱ ملاحظہ ہو۔

صحیح البخاری وغیرہ کی صحیح ترین حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ ارشاد موجود ہے کہ میرے گھر کچھ لڑکیاں خوش آوازی کے ساتھ جنگ بعاث کے اشعار پڑھتی تھیں، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو انہوں نے فرمایا:

أبمز امير الشيطان في بيت رسول الله صلى الله عليه وسلم وذلک في يوم عيد.

فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا ابا بكر ان لكل قوم عيد وهذا عيدنا.

(ملاحظہ ہو بخاری ج:۱، باب سنت العید لاہل الاسلام۔ فتح الباری ج:۲، صفحہ ۳۷۱)

ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب ان لڑکیوں کے اشعار کو برا مانا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ عید کا دن ہے اور عید کی خوشیوں کی وجہ سے ایسے اشعار پڑھنا درست ہے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی'' فرماتے ہیں کہ کھیل کود یا شعر وشاعری فی نفسہ مباح ہے اس کو مندوب نہیں کہا جاسکتا، لیکن اگر عید کی خوشیاں سمجھی جائیں تو چونکہ عید کی خوشیاں منانا شریعت کے مطابق ہے تو یہ عبادت بن جائے گی۔

لأن المباح قد يرتقع بالنية الى درجة ما يثاب عليه.

یعنی مباح کام سنت صالحہ کی وجہ سے ثواب کا باعث بن جاتا ہے۔

مصافحہ اور معانقہ عید کی خوشیوں میں سے ہیں اور یہ کھیل اور شعر وشاعری سے کسی درجہ میں کم نہیں ہو سکتے بلکہ مصافحہ کے تو مستقل احادیث موجود ہیں، نیز معانقہ ایک قسم کا علاج بھی ہے کیونکہ بعض روایات کے مطابق عید جیسے مبارک اوقات میں سب لوگوں کی مغفرت ہوتی ہے مگر جو شخص کسی مسلمان کے لئے دل میں بغض وکینہ رکھتا ہو اس کی مغفرت نہیں ہوگی۔ اس لئے ہمارے ان علاقوں میں عید کے دن گلے ملتے ہیں گویا ایک قسم کا علاج بھی ہے تاکہ سینے میں کسی قسم کا کھوٹ اور کینہ نہ رہے ملاحظہ ہو المدخل۔ علامہ ابن الحاج کی امام بدر الدین عینی عمدۃ القاری شرح بخاری میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے یہ نہ کہا جائے کہ بعض اکابر سے ممانعت آئی ہے کیونکہ بہت سارے اکابر کے جواز بھی مروی

ہیں تفصیلات کے لئے سورۃ الفتح کا آخر تفسیر روح المعانی میں ملاحظہ ہو۔

سلطان العلماء عز بن عبد السلام بھی جواز کے قائلین میں سے ہیں بعض لوگ کہتے ہیں کہ مصافحہ اول ملاقات کے وقت ہے۔ عید سے پہلے لوگوں کا ملنا اور پھر ملنا درست نہیں تو گزارش یہ ہے کہ اول ملاقات کا مصافحہ بھی ثابت ہے لیکن دوسرے اوقات میں مصافحہ کی ممانعت نہیں آئی۔ بلکہ خوشی اور سرور کے موقع پر مصافحہ اور معانقہ دونوں مروی ہے۔ بہتر یہ ہے کہ اس مصافحہ یا معانقہ کو بدعت ہرگز نہ کہا جائے اور سنت بھی نہ سمجھا جائے ہاں عید کی خوشیوں کے طور پر استحسان کے درجے میں اس کو تسلیم کرلیا جائے۔

حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ نے بھی عید کے دن مصافحہ اور معانقہ کو ضروری سمجھنا بدعت کہا ہے فتاوی رشیدیہ صفحہ:۱۰۲۔ ظاہر ہے کہ جب اس کو سنت نہ سمجھا جائے بلکہ عید کی خوشیاں سمجھ کر کرلیا جائے تو ضروری ہرگز نہیں رہی۔

اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو کسی موقع پر اس کی مزید تفصیل عرض کردی جائے گی۔

وما ذلک علی اللہ بعزیز

دعا گو:۔ **محمد زرولی خان عفا اللہ عنہ**
رئیس الجامعۃ العربیۃ احسن العلوم
گلشن اقبال بلاک نمبر ۲ کراچی
فون نمبرز: ۴۶۸۲۱۰ - ۴۹۶۸۳۵۶

۵/ذی الحجہ ۱۴۲۲ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

احسن التعارف

☆ الجامعۃ العربیۃ احسن العلوم بفضلہ تعالیٰ خالصتاً لوجہ اللہ الکریم دینی خدمات انجام دے رہا ہے۔

☆ جامعہ کی بنیاد رئیس الجامعہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد زرولی خان صاحب دامت برکاتہم

نے ۱۳۹۸ھ میں رکھی۔

☆ جامعہ کا مقصد ایسے مقتدر اور باعمل علماء تیار کرنا ہے جو امت مسلمہ کی صحیح رہنمائی کرسکیں۔

☆ جامعہ میں مکمل درس نظامی یعنی تفسیر قرآن کریم، حدیث شریف، فقہ، کتب اصول، ادب عربی، منطق وفلسفہ کی تعلیم مفت دی جاتی ہے۔

☆ علوم اسلامیہ کی مکمل تعلیم کے علاوہ حفظ وناظرہ قرآن کریم، درجۂ اعدادیہ (مساوی آٹھویں جماعت تک کی کتب مع ابتدائی عربی وفارسی ادب ودینی کتب) کی تعلیم بھی دی جاتی ہے۔

☆ جامعہ ہذہ میں درجات تخصصات (پی۔ایچ۔ڈی) کا معقول انتظام ہے۔

☆ جامعہ ہذہ کے دار الافتاء میں دنیا بھر سے آئے ہوئے استفتاء کے جوابات نہایت تحقیق وتدقیق کے ساتھ **حضرت مولانا مفتی محمد زرولی خان صاحب** مدظلہ العالی کی نگرانی میں دیے جاتے ہیں۔

☆ دورانِ تعطیلات جامعہ میں دورۂ تفسیر قرآن کریم کا اعلیٰ انتظام واہتمام کیا جاتا ہے۔ جس میں ہر خاص وعام حضرات وخواتین (پردہ کے ساتھ) شریک ہوتے ہیں۔

☆ جامعہ کے اساتذہ کرام کی تعداد تیس سے متجاوز ہے۔

☆ جامعہ میں ملکی وغیر ملکی طلباء وطالبات کی تعداد حسب ذیل ہے۔

(۱) مرکز (الجامعۃ العربیہ احسن العلوم گلشن اقبال ۲ کراچی) کتب حفظ وناظرہ کے طلباء	2000
(۲) مرکز (الجامعۃ العربیہ احسن العلوم گلشن اقبال ۲ کراچی) کتب حفظ وناظرہ کی طالبات	300
(۳) جامعہ کی تینوں شاخوں: (الف) جامعہ احسن المدارس سپر ہائی وے گلشن معمار۔ (ب) جامعہ احسن المقاصد ماڑی پور سیر گاروڈ۔ (ج) جامعہ احسن الدراسات F-11 نیو کراچی۔ میں طلباء کی مجموعی تعداد	500
(۴) جامع مسجد امام ابو یوسف گلشن اقبال ۲ کراچی طلباء وطالبات برائے حفظ وناظرہ	300
(۵) مسجد اقصیٰ .... گلشن اقبال ۲ کراچی طلباء وطالبات برائے حفظ وناظرہ	200
(۶) جامع مسجد امام ابو یوسف تعلیم بالغان (مختصر درس نظامی)	50
(۷) جامع مسجد احسن بلاک ۲ گلشن اقبال کراچی دورہ تفسیر کے طلباء وطالبات	4000
طلباء کی کل تعداد	7350

جامعہ کی جامع مسجد احسن کے تینوں منازل اللہ کے فضل وکرم سے دو کروڑ روپے سے زیادہ کی لاگت سے تیار ہو چکی ہے، اس سے نمازی حضرات اور طلباء کے بہت سارے مسائل جو نماز اور درس سے متعلق تھے خوش اسلوبی سے حل ہوگئے، جامع مسجد سے متصل تین منزلہ

وضو خانہ اور دار الحدیث کی دوسری منزل پر دار المتخصصین یعنی .Phd کرنے والوں کیلئے کلاس رومز تیاری کے آخری مراحل میں ہیں۔ جس میں ایک سو مفتی حضرات بیک وقت افتاء کی تعلیم حاصل کرسکیں گے۔

جامعہ کے مغربی سمت جامعہ کا **"دار الاقامہ"** (☆ جو ان شاء اللہ العزیز 90 نوے کمروں پر مشتمل ہوگا) ہنوز تشنۂ تکمیل ہے۔ جس کے نہ ہونے کی وجہ سے طلباء کے قیام میں بڑی دقت پیش آرہی ہے۔ حق تعالیٰ کے فضل اور خصوصی امداد کا انتظار ہے، جیسے ہی یہ اسباب مہیا ہوں گے طلباء کو تحصیل علم میں بہت سہولت ہوجائے گی۔

جامعہ کی شاخ احسن المقاصد اور جامع مسجد المقصود کی پوری کی پوری تعمیر باقی ہے طلباء کی تعلیم اور رہائش کے لئے چند عارضی کمرے اور نماز پڑھنے کے لئے ایک مصلیٰ (عارضی مسجد) تیار کرائی گئی ہے۔ جبکہ باقاعدہ جامع مسجد اور جامعہ کی تعمیر کی سخت ضرورت ہے۔ حق تعالیٰ شانہ کے فضل اور خاصانِ خدا کے تعاون سامنے آتے ہی یہ سب منصوبے بغیر تاخیر شروع کردیے جائیں گے۔ لہٰذا اہلِ خیر سے دینی رشتے کے توسط سے استدعا ہے کہ وہ اپنا بھرپور تعاون، زکوٰۃ، فطرہ، اللہ کے نام کے نذور اور قربانی کی کھالیں اور دیگر خیرات وصدقات سے اس کارِ خیر میں ہماری مدد فرمائیں اور دونوں جہانوں کی سعادت، سرخروئی اور اجر وثواب کے مستحق بنیں۔

جزاکم اللہ أحسن الجزاء

والسلام

الداعی:
(مولانا مفتی) **محمد زرولی خان** عفا اللہ عنہ
رئیس الجامعۃ العربیۃ احسن العلوم
بلاک ۲ گلشن اقبال کراچی

منجانب:۔ انتظامیہ ٹرسٹ
الجامعۃ العربیۃ احسن العلوم
بلاک ۲ گلشن اقبال کراچی
فون نمبرز: 4968356 - 468210